دینی تعلیم سے بے توجہی - ایک لمحۂ فکریہ!

از: مولانا محمد تبریز عالم قاسمی
استاذِ دارالعلوم حیدرآباد

کیا انسان کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ معاشرے میں، مذہبی اور دینی تعلیم وتربیت سے عاری ہوکر زندگی کے قیمتی لمحات گذارے، یا پھر اسے تعلیم وتربیت، تہذیب وشائستگی اور اخلاق وآداب کی بھی ضرورت ہے؟ واقعی اور یقینی بات یہ ہے کہ دوسری شق انسان کی نافعیت کے لیے ناگزیر ہے، اس کا انکار، دن میں آفتاب کے انکار کے مترادف ہوگا، ہر زمانے میں تعلیم یافتہ شخص کی قدر وقیمت رہی ہے۔ تعلیم کے بغیر ترقی کی خواہش، خواہ مخواہ کی بات ہے، کوئی معاشرہ، سوسائٹی اور ملک، ترقی کی صف میں، اس وقت تک کھڑا نہیں ہوسکتا؛ تا آں کہ وہاں کے لوگ، زیورِ تعلیم سے آراستہ نہ ہوں، تعلیم وہ نسخۂ کیمیا ہے، جس سے مُردے، مسیحا بن جاتے ہیں۔

خالقِ کائنات نے، انسان کو کامل ومکمل بنانے کے لیے، ہر طرح کا انتظام کیا ہے، انبیاء ورسل کی بعثت کا سلسلہ قائم فرمایا، ساتھ میں قوانین وضوابط اور دستورِ حیات اُتارے؛ تاکہ انھیں اپنا کر وہ ''خیرالناس'' کی فہرست میں شامل ہوسکے، دنیا میں امن وشانتی کی پُر بہار ہوا چلتی رہے اور صالح وصحت مند معاشرے کی تشکیل ہو، اللہ رب العزت کی جانب سے بھیجے ہوئے قوانین اور انبیاء ورُسل کے ذریعہ، ان کی تلقین وتشریح ہی کا دوسرا نام ''دینی تعلیم'' ہے، اب اگر کوئی قوم اپنی بنیادی دینی تعلیم سے منھ پھیر کر، عصری تعلیم کے حصول میں رات دن ایک کردے اور اسے ہی ترقی کی معراج تصور کرنے لگے، تو اسے وقتی اور دنیوی فوائد اور عہدے ومناصب یقیناً حاصل ہوں گے؛ مگر دیرپا اور اخروی فوائد سے نہ صرف ہاتھ دھونا پڑسکتا ہے؛ بلکہ آئندہ کی دائمی حیات خطرے میں پڑسکتی ہے۔

ہم مسلمان قوم ہیں، ہماری الگ شریعت وسماج ہے، ہماری الگ روشن تعلیمات ہیں، جن پر

غیر اقوام بھی رشک کرتی ہیں، جن کے بارے میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ“ اور علم کی فرضیت کا مطلب، اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ: اتنا علم اور اتنی دینی تعلیم ہر مسلم مرد و عورت کے لیے بے حد ضروری ہے، جن سے وہ دین پر صحیح طور سے عمل پیرا ہوسکیں اور شریعت کے مطالبات کو روبہ عمل لاکر نگاہِ شریعت میں معتبر بن سکیں، پھر خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب بن کر، اپنی عاقبت سدھار کر، زندگی گذار سکیں، جو ایک مسلمان کا نصب العین ہے۔

صورتِ حال کیا ہے؟

آج دینی تعلیم سے بے رغبتی روز افزوں ہے؛ جس مذہب نے دینی تعلیم کو تمام مردوں وعورتوں کے لیے فرض قرار دیا ہو، اور جس مذہب میں علم وحکمت سے پُر قرآن جیسی عظیم کتاب ہو اور جس مذہب کی شروعات ہی ”اقرأ“ یعنی تعلیم سے ہوئی ہو، اسی مذہب کے ماننے والے دینی تعلیم کے میدان میں سب سے پیچھے ہیں، قانونِ وراثت کو نصف علم بتانے والے رسول ﷺ کی امت میں، اس کا علم رکھنے والے کھانے میں نمک کے برابر بھی نہیں، علامہ اقبالؒ نے تعلیم کو، امراضِ ملت کی دوا اور خونِ فاسد کے لیے مثل نشتر بتایا ہے؛ لیکن اس دوا کی فکر کتنے لوگوں کو ہے؟ کہتے ہیں کہ ماں کی گود، بچے کے لیے پہلا مکتب ہوتا ہے، اب اگر ماں ہی دینی تعلیم سے بیزار ہے تو اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ بچے پر کیا اثرات پڑیں گے، اگر گھر کے بزرگ و برتر افراد ہی دینی تعلیم سے تہی دامن ہوں، تو وہ اپنے نونہالوں کی کیا ذہن سازی کریں گے، مسلمانوں کے گھروں میں، دینی تعلیم کی کمی تشویش ناک حد تک ہے، آج مسلمانوں کو اور ان کے بچوں کو قرآن وحدیث کے مطالعہ کی فرصت ہی نہیں، لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کی فکر ہی نہیں کرتے؛ جو زندگی گذارنے کے لیے ضروری ہے، اب وہ بچے جو کل کا مستقبل اور سرمایہ ہیں، جب ہوش کی عمر کو پہنچیں گے تو ان سے دین کی عزت وتکریم کی توقع بے سود ہے، ہر طرف دنیاوی علوم کے حصول کا شور ہے، ہر فرد اسی تاک میں ہے کہ کیسے، اعلیٰ دنیاوی تعلیم حاصل کرکے نوکری (Job) کرلے، اور زیادہ تنخواہ حاصل کرے، اسلام اس کی راہ میں حائل نہیں ہے، ہاں مگر اتنا ضرور ہے کہ دینی تعلیم کو فراموش کرکے، عصری تعلیم کا حصول خدائی گرفت کا موجب ہے، دینی تعلیم تو بنیاد ہے اور عصری تعلیم دیواریں، بنیاد کے بغیر، دیوار کا تصور، احمقانہ تصور کہلائے گا اور وہ حضرات جن کی

رگوں میں، دینی غیرت وحمیت کا خون بالکل سرد نہیں ہوا ہے، ان میں سے کچھ لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دینا چاہتے ہیں؛ لیکن طریقۂ کار غلط ہوتا ہے؛ کہ دن بھر میں صرف ایک گھنٹہ ٹیوشن کے نام پر کسی نامکمل مولوی یا استانی کو مامور کردیتے ہیں، جن کی معلومات ہی ناقص ہوتی ہے؛ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچوں کی بنیادی تعلیمات بھی نقص کا شکار ہوجاتی ہے۔

افسوس ناک سرد مہری

آج مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ ایسا ملے گا؛ جسے سیرتِ رسول ﷺ کی موٹی موٹی باتیں معلوم نہیں؛ لیکن کھلاڑیوں اور فلمی دنیا سے متعلق باتوں کے حوالے سے ان کی معلومات اعلیٰ درجے کی ہوتی ہیں، بہت سے لوگوں کو نماز ودیگر عبادات کے فرائض وسنن کا علم نہیں، اسلام کے بنیادی عقائد کی معرفت نہیں، ہمارے بہت سے مسلم بچے ایسے ملیں گے کہ وہ کلمہ تک نہیں جانتے، دینی تعلیم کے ترک کا ہی منفی نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی اکثریت نماز پنج گانہ سے غافل ہوکر، دربارِ الٰہی میں پانچ وقت کی حاضری سے محروم ہوگئی، اور اس کی حاضری جمعہ وعیدین تک محدود ہوگئی، اس کے چہرے سے حضور علیہ السلام کی سنت (داڑھی) غائب ہوگئی، اس کے جسم سے اسلامی لباس رخصت ہوگیا، یعنی اس کی زندگی سے اسلامی رنگ ختم ہوگیا اور بات یہاں تک پہنچ گئی کہ کارواں کے دل سے احساسِ زیاں رخصت ہوگیا، لوگ بزبانِ حال یہ کہہ رہے ہیں کہ دینی تعلیم کے حصول میں، سیم وزر کے حصول کی گارنٹی نہیں ہے، سوال یہ ہے کہ دینی تعلیم اسی کے لیے ہے اور کیا دینی تعلیم کے حصول میں منہمک رہنے والا طبقہ بھوکوں مر رہا ہے؟ یہ تو بزدلانہ خیال ہے۔ وہ حضرات خوش نصیب ہیں، جو دینی تعلیم کے حصول میں مشغول ہیں، کچھ نہیں تو وہ قرآن ونماز درست پڑھتے ہیں، آج عموماً اس کا رونا ہے کہ بچے والدین کی عزت نہیں کرتے، من مانی کرتے ہیں، اسراف کا شکار ہیں اور غلط راہ پر گام زن ہیں تو اس بیماری کا واحد حل، بچوں کو دینی تعلیم اور اسلامی اخلاق سے آراستہ کرنا ہے، اسی میں گھر اور معاشرے کا سکون پنہاں ہے؛ کچھ حضرات یہ کہتے ہیں، مغربی تعلیم وتہذیب نے، اسلامی تعلیم وتہذیب کو متاثر کیا ہے، ہم کیا کرسکتے ہیں، یقیناً یہ صحیح ہے؛ لیکن یہ کہہ کر پلہ جھاڑ لینا مسئلہ کا حل نہیں، اپنا قصور بھی ماننا پڑے گا، ہم کیوں متاثر ہوئے، ہم نے اپنے دامن کو محفوظ کیوں نہیں رکھا، اسلام کے اندر تو غیروں کو جذب کرنے کی صلاحیت ہے، نہ یہ کہ خود اسے ہی ہضم کرلیا جائے، غالباً اکبر نے کہا ہے اور سچ کہا ہے:

اسلام کی تعلیم سے بیزار ہوئے تم
ہم کو تو گلہ تم سے ہے، یورپ سے نہیں ہے

ذرا غور کیجیے: ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب پر مضبوطی سے قائم ہیں، اور ہم مسلمان من حیث القوم کہاں جا رہے ہیں؟ ہماری منزل کیا ہے؟ ہمارا انتخاب کیا ہے؟ ہمارا نصب العین کیا ہے اور کیا ہونا چاہیے؟ کچھ پتہ نہیں! دینی تعلیم سے بے توجہی کا گلہ کس سے کیا جائے، اس سے بے التفاتی کا شکوہ کس کے سامنے کیا جائے؟ کیا ہماری بربادی، تنزل اور مغلوبیت کا باعث، دینی علوم کا ترک نہیں ہے؟ ہم نے یہ سوچنا کیوں چھوڑ دیا کہ دینی علوم، ایک ایسا چراغ ہے، جس کی روشنی سے، تنگ و تاریک دل کشادہ اور روشن ہو جاتے ہیں، ہم یہ خیال کیوں نہیں کرتے کہ دینی تعلیم کی بساط پر ہی ہماری دنیا و آخرت سنور سکتی ہے، ہم کیوں نہیں غور کرنے کی کوشش کرتے کہ دینی تعلیم کے ذریعہ ہی ہم اپنی زندگی کے پیچ وخم سلجھا سکتے ہیں، ہم کیوں نہیں یقین کرتے کہ دینی تعلیم کے بل پر ہی، ہماری نَیّا منجھدار سے نکل کر ساحلِ سکون پر لگ سکتی ہے، ہم کیوں نہیں اپنے اس عقیدے کو تازہ کرتے ہیں کہ دینی تعلیم ہی دنیا و آخرت میں فلاح پانے کی شاہ کلید ہے، ہم کیوں یہ بھول رہے ہیں کہ روزی روٹی کا مسئلہ بھی اس سے حل ہو جائے گا، ہم دینی تعلیم کے بغیر، شریعت کے تقاضے، مطالبات اور پیغامات کو کیسے سمجھیں گے، کیا ہمیں قرآن کو قرآن کی طرح پڑھنے کی فکر نہیں کرنی چاہیے، کیا ہم دینی تعلیم کے بغیر نماز و روزے اور دیگر عبادات کی روح کو سمجھ سکتے ہیں، کیا ہم دینی علوم کے بنا حلال وحرام کے درمیان صحیح فرق کر سکتے ہیں؟ ہمارے لیے یہ لازم ہے کہ ہم علمِ دین خود سیکھیں اور اپنی اولاد و متعلقین کو سکھلائیں اور اس کی نشر و اشاعت اور گھر گھر پہنچانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، وقت کا تقاضا بھی یہی ہے، وقت کی پکار بھی یہی ہے اور شریعت بھی یہی چاہتی ہے۔

❁ ❁ ❁